جنید جمشید کی بیان کردہ روایت

اور منکرینِ حدیث کی اچھل کود

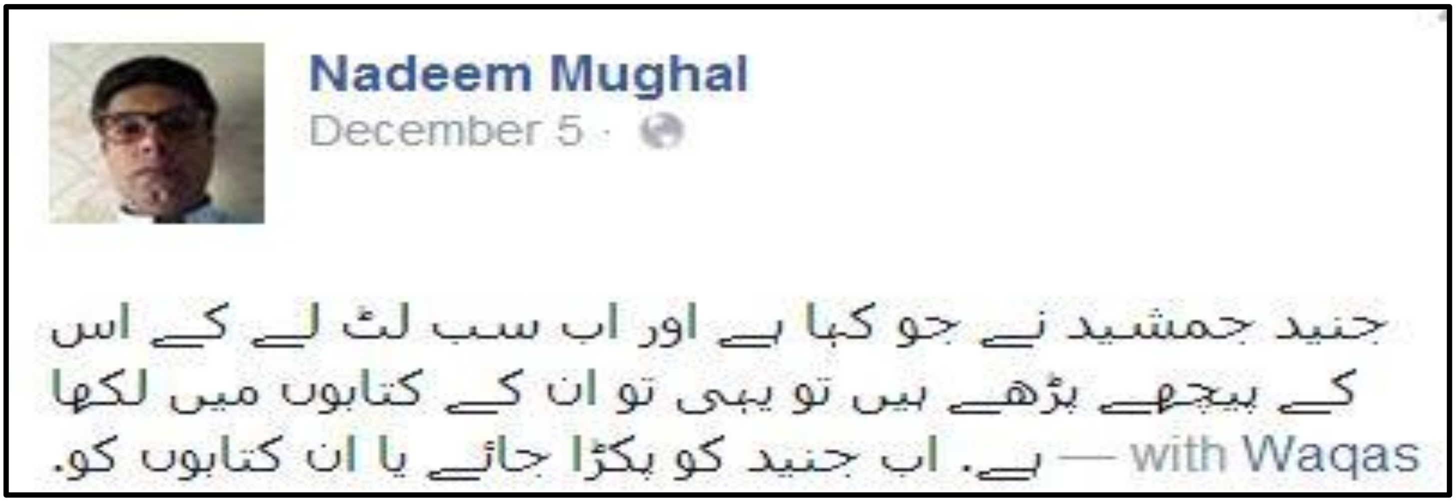
محمد شعیب

بسم اللہ الرحمن الرحیم

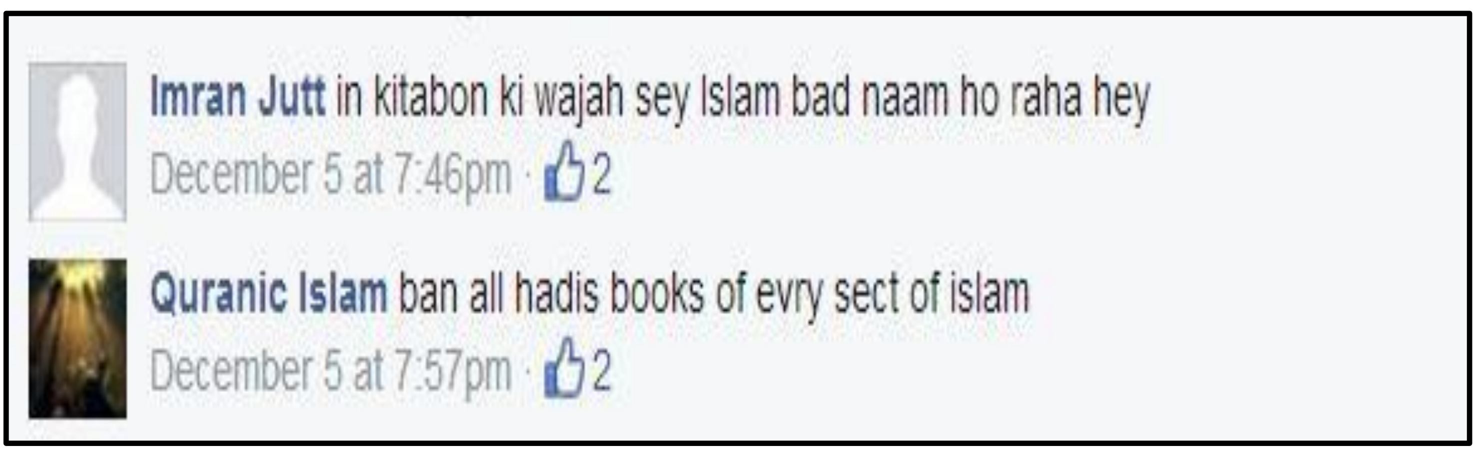
جب سے جنید جمشید پہ مبینہ گستاخیِ رسولؐ کا الزام سامنے آیا ہے، تب سے حسبِ معمول ہر گروہ، ہر فرقے اور ہر طبقے کے لوگ اس معاملے میں حصہ بقدر جثہ ڈالنے کی کوشش میں مصروف ہیں۔ لیکن اس مضمون کا مقصد صرف اس اچھل کود کا جائزہ لینا ہے جو منکرینِ حدیث (المعروف پرویزی) حضرات کی طرف سے کی جارہی ہے (کیونکہ یہ میری دلچسپی کا خاص میدان ہے)۔ یہ احباب پوری کوشش میں ہیں کہ اس واقعہ کو لے کر محدثین اور ان کی کتب کو لتاڑا جائے اور صحیح احادیث وروایات کو بھی مشکوک ٹھہرادیا جائے۔ میرے پچھلے کچھ سالوں کا تجربہ ہے کہ اتنی گالیاں غالی شیعہ یزید کو نہیں دیتے جتنی گالیوں سے منکرینِ حدیث امام بخاری کو نوازتے رہتے ہیں۔

جنید جمشید کا ایشو سامنے آنے پر تو ان صاحبان کی بر آئی اور یہ لوگ لٹھ لے کر محدثین اور ان کی کتب کے پیچھے پڑ گئے۔ ان لوگوں نے یہ سوچنے کی زحمت بھی گوارہ نہیں کی آیا جنید جمشید پہ گستاخی کا الزام لگانے والوں کو موقف کیا ہے۔ کیا ان لوگوں کو روایت میں کوئی قابلِ اعتراض بات نظر آئی ہے یا کوئی اور وجہ ہے؟ بہر حال اس واقعے کے بعد منکرینِ حدیث کی کثیر تعداد یہ شور شرابہ کرتی ہوئی پائی گئی کہ جنید جمشید کا کیا قصور ہے؟

اس نے تو حدیث ہی بیان کی ہے۔ اور "ایسی" بہت سی روایات کتب حدیث میں موجود ہیں جن سے رسول اللہ ﷺ اور ازواج مطہراتؓ کی توہین کا پہلو نکلتا ہے۔ بطور نمونہ فیس بک پہ پوسٹ کیے گئے کچھ کمنٹس حاضر ہیں۔







ان احباب کی خدمت میں عرض ہے کہ معترضین (جو کہ بریلوی فرقہ سے تعلق رکھتے ہیں) کو اعتراض روایت پر نہیں ہے بلکہ اس نتیجہ پر ہے جو جنید جمشید صاحب نے اس حدیث سے اخذ کیا ہے۔ اور جو نتیجہ جنید جمشید صاحب نے اس روایت سے اخذ کیا ہے یہ روایت اس مقصد کے لیے ہر گز کتب حدیث میں بیان نہیں کی گئی۔

مذکورہ روایت صحیح بخاری میں یوں بیان کی گئی ہے:

حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ يَحْيَى أَبُو زَكَرِيَّاءَ، أَخْبَرَنَا سُلَيْمَانُ بْنُ بِلاَلٍ، عَنْ يَحْيَى بْنِ سَعِيدٍ، قَالَ: سَمِعْتُ القَاسِمَ بْنَ مُحَمَّدٍ، قَالَ: قَالَتْ عَائِشَةُ: وَا رَأْسَاهْ، فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: «ذَاكِ لَوْ كَانَ وَأَنَا حَيٌّ فَأَسْتَغْفِرَ لَكِ وَأَدْعُوَ لَكِ» فَقَالَتْ عَائِشَةُ: وَا ثُكْلِيَاهْ، وَاللَّهِ إِنِّي لَأَظُنُّكَ تُحِبُّ مَوْتِي، وَلَوْ كَانَ ذَاكَ، لَظَلِلْتَ آخِرَ يَوْمِكَ مُعَرِّسًا بِبَعْضِ أَزْوَاجِكَ، فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: " بَلْ أَنَا وَا رَأْسَاهْ، لَقَدْ هَمَمْتُ - أَوْ أَرَدْتُ - أَنْ أُرْسِلَ إِلَى أَبِي بَكْرٍ وَابْنِهِ وَأَعْهَدَ: أَنْ يَقُولَ القَائِلُونَ - أَوْ يَتَمَنَّى المُتَمَنُّونَ - ثُمَّ قُلْتُ: يَأْبَى اللَّهُ وَيَدْفَعُ المُؤْمِنُونَ، أَوْ يَدْفَعُ اللَّهُ وَيَأْبَى المُؤْمِنُونَ "

صحیح بخاری: جلد سوم: حدیث نمبر 2124

یحییٰ بن یحییٰ، سلیمان بن بلال، یحییٰ بن سعید، قاسم بن محمد سے روایت کرتے ہیں ان کو بیان کرتے ہوئے سنا کہ حضرت عائشہ (رض) سر کے درد کی شدت سے بولیں، ہائے سر، رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ اگر تو مر جائے اور میں زندہ رہوں تو میں تیرے لئے مغفرت چاہوں اور تیرے لئے دعا کروں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے عرض کیا کہ میری ماں مجھے گم کرے، اللہ کی قسم، میرا خیال ہے کہ آپ میری موت کی تمنا کرتے ہیں اور اگر ایسا ہوا، تو آخر آپ شام کو اپنی بعض بیویوں

کے ساتھ مشغول ہوں گے۔ نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) نے فرمایا کہ نہیں، بلکہ میں ہائے سر کہتا ہوں میں نے قصد کیا، یا ارادہ کیا کہ ابو بکر اور ان کے بیٹے کو بلا بھیجوں تاکہ میں خلیفہ مقرر کروں، تاکہ کوئی کہنے والا یا تمنا کرنے والا تمنا نہ کرے، پھر میں نے کہا کہ اللہ انکار کرے گا اور مومن دفع کریں گے یا اللہ دفع کرے گا اور مومن انکار کریں گے۔

امام بخاری و دیگر محدثین کی طرف سے اس روایت کو بیان کرنے کا مقصد اس سے کچھ فقہی مسائل اخذ کرنے کا ہے۔ جو کہ مندرجہ ذیل ہیں:

۱) آدمی اگر کسی مرض میں مبتلا ہے تو اس کا اظہار کر سکتا ہے۔ (بخاری)

۲) خاوند اپنی بیوی کو غسل دے سکتا ہے اور اس کی تدفین کر سکتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۳) حاکم وفات سے پہلے کسی کو خلیفہ مقرر کر سکتا ہے۔ (بخاری)

اس کے علاوہ تاریخی کتب میں بھی یہ واقعہ موجود ہے۔ وہاں اسے بیان کرنے کا مقصد نبی پاک ﷺ کی گھریلو زندگی کا ایک پہلو بیان کرنا ہے کہ آپ ﷺ تکلیف کی حالت میں بھی اپنی زوجہ محترمہ کے ساتھ خوش اخلاقی سے پیش آئے اور ان کے ساتھ دل لگی کی باتیں کیں۔ اور لطف اندوز ہوئے۔ جیسا کہ سیرت ابن ہشام میں ہے:

عُبَيْدِ اللَّهِ بْنِ عَبْدِ اللَّهِ بْنِ عُتْبَةَ بْنِ مَسْعُودٍ، عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَالَتْ: رَجَعَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ الْبَقِيعِ، فَوَجَدَنِي وَأَنَا أَجِدُ صُدَاعًا فِي رَأْسِي، وَأَنا أَقُول: وَا رأساه، فَقَالَ: بَلْ أَنَا وَاللَّهِ يَا عَائِشَة وَا رأساه. قَالَتْ:

ثُمَّ قَالَ: وَمَا ضَرَّكِ لَوْ مُتِّ قَبْلِي، فَقُمْتُ عَلَيْكَ وَكَفَّنْتُكَ، وَصَلَّيْتُ عَلَيْكَ وَدَفَنْتُكَ؟ قَالَتْ: قُلْتُ: وَاللَّهِ لَكَأَنِّي بِكَ، لَوْ قَدْ فَعَلْتَ ذَلِكَ، لَقَدْ رَجَعْتَ إِلَى بَيْتِي، فَأَعْرَسْتُ فِيهِ بِبَعْضِ نِسَائِكَ، قَالَتْ: فَتَبَسَّمَ رَسُولُ اللَّهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ

حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب جنت البقیع سے واپس تشریف لائے تو مجھے دیکھا کہ میرے سر میں درد ہے اور میں ”وار اساہ وراساہ“ (ہائے سر، ہائے سر) پکار رہی ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ”عائشہ! خدا کی قسم میرے سر میں بھی درد ہے۔“ پھر آپؐ نے فرمایا ”تمہارا کیا نقصان ہوتا اگر تم مجھ سے پہلے مر جاتیں، میں تمہیں کفن پہناتا اور نماز پڑھتا، تمہیں دفن کرتا۔ اس پر میں (حضرت عائشہؓ) نے کہا: اگر ایسا ہوتا تو آپ میرے گھر واپس لوٹتے اور یہاں کسی اور بیوی کو لا کر رکھتے۔“ **اس پر رسول اللہ ﷺ مسکرا دیے۔**

تو جنید جمشید کی بیان کردہ روایت میں ایسی کوئی چیز نہیں ہے جس کو لے کر منکرینِ حدیث امام بخاری اور دیگر محدثین پر تبریٰ کر سکیں۔ جن لوگوں نے جنید جمشید صاحب کے خلاف طوفان برپا کیا ہے۔ ان کے اعتراض کی وجوہات دوسری ہیں۔ جن کی طرف سے منکرینِ حدیث دانستہ یا نادانستہ طور پر صرفِ نظر کر رہے ہیں۔

کیا کتب حدیث و تاریخ کے مواد کی چھانٹی سے گستاخیِ رسولؐ کے واقعات رک جائیں گے؟

آج کل کے کچھ ”نو مولود“ مفکرین کی طرف سے یہ موقف بھی پیش کیا جاتا ہے کہ اگر احادیث اور تاریخ کی کتب سے ”قابلِ اعتراض“ واقعات نکال دیے جائیں تو گستاخی کا یہ سلسلہ رک جائے گا۔ دیکھا

جائے تو یہ ایک بہت معصومانہ موقف ہے کیونکہ اگر آپ ان کتب سے "قابلِ اعتراض" واقعات نکال بھی دیں۔ تو اس سے غیر مسلموں اور مستشرقین کو کیا فرق پڑے گا؟ ساری اسلامی کتب ان کی لائبریریوں میں موجود ہیں۔ وہ وہاں سے "گستاخانہ مواد" نقل کرتے رہیں گے، اور آجکل تو یہ سب کچھ آن لائن بھی دستیاب ہے۔ اور دوسرا یہ کہ آیا یہ فیصلہ کس سے کرایا جائے کہ "قابل اعتراض مواد مواد کون سا ہے؟ کیونکہ دور جدید کے کچھ خود ساختہ مفکرین کے نزدیک یہ کہنا بھی نبی پاک ﷺ کی توہین ہے کہ آپؐ کی نو یا گیارہ بیویاں تھیں۔ بعض کے نزدیک یہ بھی نبی ﷺ پہ بہتان ہے کہ آپؐ راتوں کو جاگ نمازیں پڑھا کرتے تھے۔ اور بھی بہت کچھ پیش کیا جا سکتا ہے۔ (اسلامی دنیا میں کتب روایات و تاریخ پہ نقد و نظر کا کام مسلسل جاری رہتا ہے۔ حال ہی میں تاریخِ طبری کی بھی صحیح و ضعیف روایات الگ الگ کتب میں مرتب کی گئی ہیں۔ علامہ البانی کی تحقیق شدہ کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔ ہندوستانی "مفکرین" کے ساتھ مسئلہ یہ ہے کہ ان کے نزدیک ہر وہ روایت قابلِ اعتراض ہے جس پہ غیر مسلم اعتراض کر دے۔ جو کہ ایک شدید احساسِ کمتری کی نشانی ہے۔ اور یہ احساسِ کمتری اس دور میں پیدا ہوا تھا جب انگریز یہاں قابض تھا اور آج تک ختم نہیں ہو سکا۔ میرا موقف یہ ہے کہ ہم احادیث و روایات کی تحقیق داخلی وجوہات کی بنا پر کریں نا کہ جس روایت پر بھی غیر مسلم اعتراض کر دیں اس روایت کو ہی غلط ثابت کرنے پہ تل جائیں۔)

اصل میں مسئلہ یہ ہے کہ کوئی جب غلط نیت سے ہمارے نبی پاک ﷺ پر کوئی بیان یا تہمت گھڑنے کا ارادہ کر ہی لے گا تو وہ آپ کے مرتب کردہ بے ضرر مواد میں سے بھی اپنے کام کی چیز ڈھونڈ ہی نکالے گا۔ یہ کام وہ صرف احادیث ہی نہیں قرآن کے ذریعے بھی کرے گا۔ تو کیا آپ قرآن پاک کی قابلِ

اعتراض (نعوذ باللہ) آیات بھی قرآن سے خارج کریں گے کہ مستشرقین اور دیگر غیر مسلم و ملحد ان کے ذریعے نبی پاک ﷺ پر کیچڑ اچھالتے ہیں۔ اب میں بطور نمونہ زیرِ بحث روایت کو ہی ایک مشہور و معروف لیکن گمنام غیر مسلم کی کتاب سے دکھاتا ہوں کہ اس نے اسے کس رنگ ڈھنگ میں بیان کیا ہے۔ اور یہ بھی ان احباب کے سامنے پیش کروں گا کہ ایک اور غیر مسلم کے نزدیک یہ روایت بے ضرر ہے اور دوسرے نے اپنے زبان و بیان سے اسے قابل اعتراض واقعہ بنا دیا ہے۔

پہلے میں سر ولیم میور کی کتاب سے اقتباس پیش کرتا ہوں جو ایک طرح سے اصل روایت کا لفظی ترجمہ ہی ہے اور کچھ بھی من گھڑت اضافی نہیں کیا گیا۔

Ayesha's raillery when he seeks her commiseration:

In the morning, passing by the door of Ayesha, who was suffering from a severe headache, he heard her moaning: "My head! -- Oh, my head! "He entered and said: "Nay, Ayesha, it is rather I that have need to cry my head, my head!" Then in a tender strain:- "But wouldst thou not desire to be taken whilst I am yet alive; so that I might pray over thee, and wrapping thee, Ayesha, in thy winding sheet, thus commit thee to the grave?" "That happen to another," exclaimed Ayesha, "and not to me!" archly adding:- "Ah, that is what thou art desirous of! Truly, I can fancy thee, after having done all this, return straightway to my house, and spend that very evening sporting in my place with another wife! "**The Prophet smiled at Ayesha's raillery,**

but his sickness pressed on him too heavily to admit of a rejoinder in the same strain; and so again with a sad complaint of the grievous ailment in his head, he returned to the apartment of Meimuna, whose day it was.

(LIFE OF MOHAMMAD: From Original Sources by Sir William Muir)

سر ولیم میور بھی کوئی اسلام کے دوست نہیں تھے۔ مگر انہوں نے یہ روایت بالکل ویسے ہی بیان کی جیسا کہ طبری نے روایت نے کیا تھا اور میور صاحب نے عنوان بھی بالکل مناسب رکھا کہ یہ ایک میاں بیوی کا گھریلو مکالمہ تھا۔ جیسے ہماری زبان میں محبت بھری نوک جھونک بھی کہہ سکتے ہیں۔ مگر یہی روایت جب سر ولیم میور کے ذریعے ایک بدنیت اور بدبخت انسان تک پہنچتی ہے تو دیکھیے کہ وہ اس کو کس طرح مروڑ تروڑ کر ایک علیحدہ ہی رنگ دے دیتا ہے۔ میں بات کر رہا ہوں "رنگیلا رسول" نامی کتاب کے گمنام مصنف کی جس کا سب منکرینِ حدیث مل کر دفاع کرتے ہیں اور اسے ایک معصوم انسان قرار دینے کی کوشش کرتے ہیں کہ بیچارے نے جو ہماری کتابوں میں پڑھا لکھ دیا۔ قصور محدثین کا ہے نا کہ ان گستاخانِ رسول ﷺ کا۔("رنگیلا رسول" نامی یہ کتاب ملحدین نے کہیں سے حاصل کر لی ہے اور آجکل وہ لوگ اس کا اردو ترجمہ کرنے کی جدوجہد کر رہے ہیں۔ جو اقتباس میں پیش کر رہا ہوں یہ مولانا ثناء اللہ امرتسری صاحب کی تصنیف "مقدس رسول ﷺ" میں سے لیا گیا ہے جو کہ رنگیلا رسول کا بہترین جواب تھی۔ جس کے بعد آریہ سماجیوں کی توپیں ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گئیں۔ سب دوستوں کو "مقدس رسول ﷺ" کا لازمی مطالعہ کرنا چاہئیے تاکہ جب "رنگیلا رسول" اردو ترجمے کے ساتھ منظرِ عام پر آئے تو وہ کسی قسم کی تشکیک یا الجھن احباب کے دل میں نہ پیدا

کرے) تو یہ سب لوگ مندرجہ ذیل تراشہ پڑھیں اور پھر بتائیے کہ کیا کتب روایت و تاریخ میں یہ روایت اسی رنگ میں درج کی گئی ہے؟ کیا سر ولیم میور کا اندازِ بیان بھی وہی ہے جو مہاشے جی نے اختیار کیا ہے؟

> بیماری کے دوران میں محمد قبرستان کو گیا اور اپنے مرنے کا یقین پختہ کر کے گھر لوٹا۔ عائشہ بھی اتفاق سے اس دن دردِ سر میں مبتلا تھی وہ کراہ کراہ کر کہہ رہی تھی "میرا سر! میرا سر!" محمد معًا بول اُٹھے "عائشہ! یہ لفظ مجھے کہنے چاہئیں" کم سن عورت نے سُنا اور چپ ہو گئی۔ محمد کو ظرافت سوجھی، کہا "عائشہ! کیا تم پسند نہ کرو گی کہ تمہاری موت میرے جیتے جی ہو تاکہ میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے دفن کروں اور تمہاری قبر پر دعا کہوں؟" عائشہ نے ناک بھوں چڑھائی اور جواب دیا "یہ کسی اور کو سنائیں میں سمجھ گئی، میرے گھر کو مجھ سے خالی کرنے اور کسی اور حسن و جمال کی پتلی کو اس میں لا بسانے کی آرزو ہے" محمد کو جواب کی فرصت نہ تھی طاقت نہ تھی، مسکرا کر ٹال دیا۔ (حیات محمدی مصنفہ میور صاحب!
> (رنگیلا صفحہ ۲۶)

اللہ پاک اس دورِ پر آشوب و پر فتن میں ہم سب کے ایمان کی حفاظت فرمائے۔ آمین

پیام قرآن

www.facebook.com/payamequran